مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے

تحریر: سہیل احمد لون

انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اس دور میں سوشل میڈیا اینڈ نیٹ ورکنگ کی اہمیت سے کسی صورت انکار ممکن نہیں۔میڈیا والے بعض اوقات ایسی خبریں جو کسی بندش کی وجہ سے عام اخبار یا ٹی وی پر بریک نہیں ہوسکتیں سوشل میڈیا پر بریک کر دیتے ہیں۔ملک ریاض، ارسلان افتخار اور ایسی کئی خبریں سب سے پہلے سوشل میڈیا پر منظر عام پر لائیں گئیں۔خاص طور پر نوجوان نسل اس وسیع سمندر میں ہر وقت غوطہ زنی کرتی نظر آتی ہے۔اس میں انٹرٹینمنٹ، انفارمیشن، تشہیر اور اظہار رائے کے وافر مواقع بہت کم قیمت پر دستیاب ہیں۔برطانیہ جہاں اظہار رائے کی آزادی ہونے کی وجہ سے لوگوں میں جرات اظہار کا عنصر بہت عام ہے۔مگر بعض اوقات جرات اظہار انسان کو کسی بڑی مشکل میں بھی ڈال سکتی ہے شاید اسی لیے کہا گیا ہے کہ پہلے سوچو، پھر تو لو......اس کے بعد بولو۔دہشت گردی کے خلاف جنگ میں برطانیہ بھی اتحادی ہے گزشتہ دنوں چھ برطانوی فوجی اس جنگ میں اپنی زندگی کی بازی ہار گئے۔جن کی لاشیں برطانیہ لا کر ورثاء کے حوالے کر دیں گئیں۔میڈیا نے اس خبر کا ذکر ٹی وی اور اخباروں میں بھی کیا۔سوشل میڈیا نیٹ ورکنگ پر بھی اس واقعہ کی تشہیر کی گئی۔جس پر حسب روایت لوگوں نے اپنے جذبات کا اظہار ریمارکس کی صورت میں کیا۔برطانوی پاکستانی نوجوان محمد اظہر نے بھی ان فوجیوں کے متعلق ریمارکس لکھ دیے جن کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھا گیا۔ایسے ریمارکس دینے پر اس نوجوان کے خلاف اب قانونی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ستمبر میں اسے عدالت میں پیش کیا جائے گا جہاں جرم ثابت ہونے پر اسے جرمانے کے ساتھ جیل کی ہوا بھی کھانی پڑ سکتی ہے۔نادان نوجوان کو فوجی جانوں کی قیمت کا اندازہ ہی نہیں تھا ورنہ وہ اظہار رائے کی ایسی جرات ہی نہ کرتا۔اب اس کو سزا دے کر آئندہ نسلوں کو یہ سبق دیا جائے گا کہ فوجی کی جان ضائع ہونے پر صرف افسوس کیا جاتا ہے کسی قسم کی طنز نہیں۔فوجی تو فوجی ہوتا ہے چاہے برطانیہ کا ہو یا پاکستان کا......اسی لیے تو امریکہ بہادر نے سلالہ چیک پوسٹ پر پاکستانی فوجیوں کی شہادت پر طنز کی بجائے افسوس کا اظہار کیا۔یہ علیحدہ بات ہے کہ سات ماہ گزر جانے کے بعد افسوس کر کے لواحقین کے زخم پھر سے ہرے کر دیے گئے۔ان کے افسوس کو ہماری بھولی گورنمنٹ نے معافی کا درجہ دے کر نیٹو سپلائی بحال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔جس کے بعد ملک میں پٹاخوں اور دھماکوں کی گونج دوبارہ سنائی دینے لگ گئی ہے۔جہاں تک لفظ سوری کا تعلق ہے تو یہ مہذب قوموں میں اتنا عام ہے جتنا ہمارے ملک میں بجلی آئی یا بجلی چلی گئی۔یہ لفظ تو بے اختیار ہی ان لوگوں کے منہ سے نکل جاتا ہے۔مگر معافی مانگنے کے لیے سوری سے ذرا سخت لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔پاکستانی کرکٹ کے سابقہ چیئرمین اعجاز بٹ صاحب اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ معافی کن الفاظ میں مانگی جاتی ہے۔انہیں برطانوی کرکٹرز کی توہین کرنے پر لکھا ہوا معافی نامہ پڑھ کر اپنی جان بچانی پڑی ورنہ سلمان بٹ، عامر اور آصف کی طرح وہ بھی ولائیتی جیل سے سزا یافتہ ہوسکتے تھے۔امریکہ، برطانیہ ویسے تو انسانوں کے بنیادی حقوق کے علمبردار بنتے ہیں۔جو کسی فوجی کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے پر جیل بھیج سکتے ہیں، عام انسان کے بنیادی حقوق کے پاسبان اب جبری شادیوں کے خلاف بھی قانون سازی کر رہے ہیں تاکہ کسی پر اس کی مرضی کیخلاف لائف پارٹنر مسلط نہ

کر دیا جائے۔اس میں سا ؤتھ ایشن والدین سب سے بڑا حدف ہیں جنہیں جبری شادی کے جرم میں جیل بھی ہو سکے گی۔ایک طرف تو لوگوں کے بنیادی حقوق اوران کے مال و جان کی حفاظت کا ذمہ دار بن کر دکھایا جا رہا ہے۔دوسری طرف برما میں معصوم،غریب اور نہتے لوگوں پر ظلم کی داستان خون سے لکھی جا رہی ہے اس پر عالمی میڈیا خاموش،اسلامی مما لک کی بے پرواہی،اقوام متحدہ سمیت انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی این جی اوز کا اس بارے میں نوٹس نہ لینا امتیازی سلوک کو ظاہر کرتا ہے۔ 9/11 کے سانحہ میں تقریباً 2996 افراد لقمہ اجل بنے جس کے بعد آج تک دہشت گردی کے خلاف جنگ رکنے میں نہیں آئی، 7/7 کے واقعہ میں تقریباً 56 افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے جن میں چار دہشت گرد بھی شامل تھے اس کے بعد برطانیہ میں اسٹریٹ لائٹس کی تعداد کم اور سی ٹی وی کیمروں کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے،لندن اولمپک 2012 ء میں سیکورٹی سب سے بڑا ٹاسک ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایسٹ لندن میں میزائل نصب ہو رہے ہیں برٹش ایئر فورس کسی بھی ممکنہ دہشت گردی کے حملے کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے ابھی سے الرٹ ہے۔یہ اقدام انسانوں کی قیمتی جانوں کی حفاظت کے لیے اٹھائے جا رہے ہیں۔ انسان تو انسان ہے چاہے اس کا تعلق امریکہ ، برطانیہ، سپین، جرمنی،فرانس،یا کینیڈا سے ہو یا پاکستان،افغانستان،عراق،ایران،کشمیر،فلسطین یا برما سے......!سب کی جان کی قیمت ایک جیسی ہونی چاہیے۔چھ ہلاک شدہ فوجیوں کے متعلق ریمارکس پر اگر ایکشن لیا جا سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ برما میں چند دنوں میں بیس ہزار انسانی جانوں کے بے وجہ ضیاع پر نوٹس نہیں لیا گیا......؟ دہشت گردی کے خلاف جنگ کرتے ہوئے پیسہ اور وقت اتنا برباد کر دیا گیا ہے کہ دنیا کی معیشت تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے......برما میں ہونے والی دہشت گردی کسی کو نظر نہیں آتی؟ صرف اس لیے کہ وہاں پر مداخلت کرنے پر کسی کا کوئی مفاد نہیں،ان پر ہونے والی بربریت پر نہ ہی کوئی کیمرہ حرکت میں آتا ہے اور نہ ہی کوئی صحافی قلمی تقاضے پورے کرتا ہے۔ظلم کی داستان کو اتنا خفیہ کیوں رکھا جا رہا ہے؟ظلم کو ظلم نہ کہنا بھی ظالم کا ساتھ دینے کے مترادف ہوتا ہے،مظلوم کی مدد نہ کرنا بھی ظالمانہ صفت ہے ۔اسلام میں ہمسائے کو بہت حقوق سے نوازہ گیا ہے،تعجب کی بات ہے برما کے مسلمان جب جان بچانے کی غرض سے بنگلہ دیش پناہ کے لیے داخل ہونے لگے تو ان کو اجازت نہ دی گئی۔ایک تو ہمسایہ اور ساتھ مسلم اکثریت والا ملک ہو کر بھی اگر مصیبت زدہ مسلمانوں کی مدد نہیں کرے گا تو کسی اور پر کیا گلہ کیا جا سکتا ہے؟ بولی ووڈ یا ہالی ووڈ کے کسی فنکار کی بلی کو بھی چوٹ لگ جائے تو اس کو نیوز کا حصہ بنا لیا جاتا ہے مگر بیس ہزار سے زائد جانوں کے ناحق ضیاع پر ہمارے میڈیا کے کانوں پر جوں تک رینگنے کی جسارت نہیں کرتی۔اگر سوشل میڈیا اینڈ نیٹ ورکنگ اس خبر کی تشہیر نہ کرتا تو ہو سکتا ہے کہ یہ ایک گمنام داستان ہی بن جاتی۔اس وقت ارباب اختیار کو اپنا رول ادا کرنا چاہیے،ظلم کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیے۔اگر حق کا ساتھ نہ دیا گیا تو جو آج برما میں ہو رہا ہے وہ کل کسی اور جگہ بھی ہو سکتا ہے جس میں ہم بھی شامل ہو سکتے ہیں۔بلکہ ہمارا چانس تو سب سے زیادہ ہے بلکہ ہم تو ہیں ہی چانس پر۔۔۔۔فیض نے ٹھیک کہا تھا

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے

منصف ہو تو اب حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے

سہیل احمد لون